جلد ۱۹
شمارہ ۷

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

وفا ۱۳۵۷ ہش

جولائی ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر :
سید عبدالحی

ماهنامه

و

ر

جو

قیمت سالانه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

○ وفا ــــــ ۱۳۵۷ ہش

○ شعبان ــــــ ۱۳۹۸ ھ

○ جولائی ــــــ ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ [illegible]

فی پرچہ [illegible]

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ..... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام ..... دفتر ماہنامہ انصار اللہ

اشاعت ..... دار الصدر جنوبی [ربوہ]

لندن کی بین الاقوامی کانفرنس سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا معرکۃ الآراء خطاب

[موجودہ عیسائیت کے عقائد کی عمارت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت پر استوار ہے۔ تثلیث، کفارہ اور مسیح کے ابن اللہ ہونے کے عقائد اسی بنیاد سے متفرع ہوتے ہیں۔ عیسائی دنیا کو انسان پرستی اور شرک کی ظلمت سے نکال کر اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے اس بنیادی عقیدہ کی بیخ کنی ضروری مطلب ہے۔ اسی بلند مقصد کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ الحمد للہ یہ کانفرنس ۲، ۳ اور ۴ جون ۱۹۷۸ء کو بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے امام حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے معرکۃ الآراء خطاب کے علاوہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی نو صاحب علم شخصیتوں نے اس موضوع پر اپنے پُرمغز مقالے پڑھے۔ حاضرین میں غیر ممالک سے آنے والے چیدہ مندوبین کے علاوہ مذہب سے دلچسپی رکھنے والے ہزاروں سامعین نے یہ کارروائی غور سے سنی۔ برٹش کونسل آف چرچز نے کانفرنس کے انعقاد سے متاثر ہو کر جماعت احمدیہ کو تبادلۂ خیالات کی دعوت دی ہے۔ عیسائی دنیا پر اس کانفرنس کے گہرے اور دور رس اثرات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ منظر عام پر آئیں گے۔ اور اس مقدس جہاد کے نتیجہ میں ایک دنیا ہدایت پائے گی۔

ہم ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس معرکۃ الآراء تقریر کا صرف وہ خلاصہ پیش کر رہے ہیں جو کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے بلیٹن کی شکل میں جاری ہوا ہے۔ ادارہ]

حضور نے فرمایا اس کانفرنس کا موضوع بڑی وسعت کا حامل ہے۔ اور اس کے کئی پہلو ہیں۔ آپ نے اس بنیادی مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کے بارہ میں کئی زاویۂ نگاہ سے آراء سنیں۔ میں آپ کی توجہ بعض ایسے بنیادی امور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جن سے اس مسئلہ کو صحیح پس منظر میں دیکھ کر درست نتیجہ تک پہنچنے میں مدد ملے گی۔

کائنات کی بنیادی حقیقت توحید باری تعالیٰ ہے۔ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ کوئی چیز یا کوئی شخص اس جیسا نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا اور بے مثل ہے۔ اس کی ذات و صفات ازلی، ابدی اور غیر مبدّل ہیں۔ اس کا علم ظاہر و باطن کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ وہ ہر چیز کے اندرونہ اور بیرونہ سے واقف ہے۔ خدا کا علم لامحدود ہے اور کسی معلّم کا محتاج نہیں جبکہ انسان کا علم محدود اور استاد کا رہین منت ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر اپنا وجود ظاہر کرتا ہے مگر اس کی کوئی شکل و صورت نہیں۔ خدا تعالیٰ جامع جمیع صفات حسنہ ہے۔ وہ تمام خوبیوں کو ظاہر کرنے والا ہے۔ وہ منبع ہے

تمام خیر کا اور سرچشمہ ہے تمام قوتوں کا۔ وہ ہر شے کا خالق اور ہر چیز کا مالک ہے۔ تمام برکتیں اس
سے جاری ہوتی ہیں اور وہ ہر شے کی تعیین کرتا ہے۔ ہر چیز کے ساتھ اس کا ایک ذاتی تعلق ہے۔ وہ
متصف ہے تمام کمالات سے اور مبرا ہے تمام عیوب اور نقائص سے۔ وہ اکیلا عبادت کئے جانے
کے لائق ہے۔

حضور نے فرمایا انسان اپنی مرضی سے اس دنیا میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی وہ اپنے ارادہ سے اس دنیا
کو چھوڑ سکتا ہے۔ اور اسی لئے وہ اپنی زندگی کا مقصود متعین نہیں کر سکتا۔ اس کی تعیین صرف وہی کر سکتا
ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اور اس نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ
"میں نے انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔" (۵۱/۵۷)

انسان کو کہا گیا ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرے۔ مجبوراً نہیں بلکہ اپنی رضا سے۔ اور اس بات کے
اہل بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو دو بنیادی قوتیں عطا کی ہیں۔ ایک طاقت اسے یہ دی گئی ہے
کہ وہ اپنے سفلی جذبات کو دبا کر گناہ سے بچ سکے۔ اور دوسری طاقت یہ کہ وہ خدا کی محبت میں اس قدر
گم ہو جائے۔ کہ غیر اللہ سے کلی انقطاع کرے۔ اور ان دونوں بنیادی قوتوں کی صحیح نشوونما کے لئے خدا تعالیٰ
نے آسمانی ہدایت اور شریعت نازل فرمائی ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کی محبت
میں اس کو نجات دینے کے لئے تمام بنی نوع انسان کے گناہ اپنے بیٹے عیسیٰ کے ذمہ ڈال دیئے اور صلیبی
موت دے کر اسے لعنتی ٹھہرایا۔ اور بعض کے نزدیک انسانی گناہوں کے عوض وہ تین دن اور تین رات دوزخ
میں رہا۔ اور اس طرح اپنے ماننے والوں کی نجات کا باعث بنا۔ کلیسیا نے اس طریق سے خدا تعالیٰ کی صفات
عدل و رحم میں مزعومہ تضاد دور کرنے کی راہ نکالی ہے۔ اسلام کے نزدیک یہ عقیدہ ہر نقطۂ نظر سے غلط
اور خلاف عقل ہے۔ اگر انصاف کی رو سے دیکھا جائے تو ایک کے گناہ کو جرم کے بدلے سزا دینا صریحاً
بے انصافی ہے۔ روحانی اعتبار سے لعنت خدا اور اس کے احکام سے روگردانی کے نتیجہ میں خدا کی
محبت سے محروم ہونے کا نام ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ انسان "ابن اللہ" کو اللہ کی محبت اور تابعداری
سے محروم کر کے خدا کی محبت حاصل کرلے۔

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ خدا کو پانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان تمام بدیوں کو چھوڑ دے اور
یہ تبھی ممکن ہے جب انسانی روح خدا کے مقام اور اس کی عظمت کو پہچان کر اس کا تقویٰ اختیار
کرلے۔ خدا کی محبت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خود کو اس کی محبت میں گم کر کے ایک

نئی اور پاک زندگی حاصل کرے۔ انسانیت کا مقصود و منتہیٰ اور اس کی معراج خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کا حصول ہے۔ اور اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے ہی خدا تعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ جسے کامل معرفت عطا ہوتی ہے اسے ہی کامل محبت اور کامل خشیت نصیب ہوتی ہے۔

انسان کی خدا سے سچی محبت الٰہی محبت کو کھینچتی ہے۔ اور خدا کا حقیقی عاشق خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ ایسی سچی اور کامل محبت خدا کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ یکجا نہیں ہو سکتی۔ کامل محبت کرنے والا خدا کی نافرمانی اور ناراضگی کو ایک زہر یقین کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے۔ کہ کہیں کسی گناہ یا نافرمانی کے نتیجہ میں اس کا محبوب اس سے ناراض نہ ہو جائے۔

اس طرح خدا سے کامل محبت اور دل میں کامل خشیت رکھنے والا ہر قسم کے گناہ سے بچایا جاتا ہے کیونکہ گناہ بے خوفی اور جرأت کا نتیجہ ہے۔ یہ حقیقی نجات ہے۔ اور اس نجات کے لئے ہم کسی خون کی قربانی یا صلیبی موت کے محتاج نہیں۔ اور نہ ہی اس کے لئے کسی کفارہ کی ضرورت ہے۔ ہاں اس کے لئے ایک قربانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہے نفس کی قربانی۔ اور یہ قربانی مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اپنے فطرتی قوے کی نشو و نما اس یگانہ اور سچے خدا کی ہدایت کے مطابق کریں جو ہماری فطرت کا خالق ہے۔

حضور نے فرمایا خدا منبع ہے تمام حسن اور تمام نور کا۔ اس کی رحمت بے پایاں ہے۔ اس کی نعمتوں اور احسانات کا کوئی شمار نہیں۔ اس کا حسن اور احسان ہر دل پر اس صداقت کو روشن کر دیتا ہے اور ہر حقیقی مسرت خدا میں پائی جاتی ہے۔ اور اس سے دوری جہنم ہے۔ اور اسی لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ سچی معرفت اور نافرمانی ایک ہی دل میں جمع ہو سکیں۔

نجات سے مراد صرف گناہ کی سزا سے بچ جانا نہیں بلکہ نجات کا مطلب اس روحانی خوشحالی کا حصول ہے جس کے لئے انسانی فطرت سرگرداں رہتی ہے اور یہ روحانی خوشحالی صرف خدا کی کامل محبت اور کامل خشیت اور خدا کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کرنے سے ہی مل سکتی ہے۔

عیسائی عقیدہ کہ صفات عدل اور رحم میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے کفارہ ضروری ہے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اگر غور کیا جائے تو رحم اور عدل میں کوئی تضاد نہیں ہے انصاف اور عدل یہ ہے کہ انسانی حقوق کی حفاظت کی جائے۔ اور اگر ایک شخص دوسرے کا حق تلف کرے۔ تو مظلوم کو اس کا حق دلایا جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے مناسب بدلہ دلایا جائے۔ اور ظالم کو سزا دی جائے تا امن و امان بحال ہو اور جرم کا خاتمہ ہو۔

انصاف نتیجہ ہے عقل اور تنظیم Regulation کا اور نظریہ عدل ہی میں الٰہی قانون کا نظریہ مضمر ہے۔ اور الٰہی قانون ہی لوگوں کے حقوق قائم کرتا ہے۔ اس طرح جو بھی خدائی قانون کو توڑتا ہے وہ عدل سے دُور ہو جاتا ہے اور خدا کی نظر میں مجرم ٹھہرتا ہے۔

حضور نے فرمایا قیامت کے دن کسی مجرم کو سزا دینے کے لئے خدا سے مطالبہ کرنا کسی مظلوم کا حق نہیں ہے۔ اگر اپنے بھائی کے خلاف جرم کرنے والے شخص کو خدا تعالےٰ معاف کر دے۔ اور دوسری طرف مظلوم کو دنیاوی اقدار کے مطابق مناسب بدلہ عطا فرما دے۔ تو عقلاً یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ انصاف کے تقاضے اس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے جب تک مجرم کو جہنم میں نہ ڈالا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے بغیر کسی استحقاق کے محض اپنے فضل اور رحم سے اقوام عالم کو ان کی خیر و بھلائی کی خاطر اپنی شریعت اور ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور رحمت خداوندی کے نتیجہ میں الٰہی شریعت نے ان کے باہمی تعلقات کی بنیاد عدل و انصاف پر رکھی ہے۔ گویا عدل و انصاف نتیجہ ہیں خدا کی رحمت کا اور انسانی بھلائی کے اس چشمہ کا اصل منبع خدا کی رحمت ہے۔ اگر خدا کا رحم نہ ہوتا۔ اور شریعت اور ہدایت نازل نہ ہوتی۔ اور انسانوں کے حقوق معیّن نہ کئے جاتے تو انصاف اور رحم کے نظریات بھی جنم نہ لیتے۔

اس لئے یہ نظریہ کہ کفارہ کے بغیر خدائی عدل و انصاف ادھورا رہ جاتا ہے بے معنی ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ چونکہ انصاف سزا کا تقاضا کرتا ہے اور رحم عفو و درگذر کا اس لئے خدا کی ذات میں عدل اور رحم دونوں صفات کا اجتماع ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدائی عدل خدا کے رحم کا ہی ایک پہلو ہے۔ کیونکہ یہ انسان کے فائدہ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ خدا کا قانون جس سے نظریۂ انصاف جنم لیتا ہے، انسانوں کے باہمی مساویانہ حقوق قائم کرتا ہے۔ اور یہ تمام حقوق خدا نے قائم فرمائے ہیں تاکہ امن قائم رہے۔ اور ایک گروہ دوسرے گروہ کے حقوق تلف کر کے فساد برپا نہ کرے۔ تمام حقوق و فرائض اور جزا سزا جن کا تعلق انسانی جان مال اور عزت سے ہے خدا تعالےٰ کے رحم کے مظہر ہیں۔ اناجیل یہ نہیں کہتیں کہ چوری۔ ڈاکہ۔ خیانت۔ قتل اور جھوٹی گواہی دینا مسیح کے کفارہ کے نتیجہ میں جائز ہو گئے ہیں اور ان کی سزائیں ختم کر دی گئی ہیں بلکہ ہر جرم کی سزا مقرر ہے۔ جو آج بھی عدالتوں کے توسط سے لاگو کی جاتی ہیں۔

حضور نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا یہ عقیدہ کہ خدا اپنی لامحدود رحمت کے نتیجہ میں کسی انسان کے محدود نیک اعمال کو لامحدود انعامات سے نواز سکتا ہے اس نظریہ کی کلیۃً تردید کرتا ہے کہ انسان کی

نجات کے لئے کسی کو لعنتی ٹھہرایا جائے۔

حضور نے فرمایا۔ بائبل میں بار بار توحید باری تعالےٰ کا ذکر ہے۔ نبی کے بعد نبی آئے تا خدا کی توحید قائم ہو۔ بنی اسرائیل کے کسی ایک نبی نے بھی یہ نہیں کہا۔ کہ خدا کا کوئی شریک بھی ہے۔ بائبل کے محاورہ میں بہت سے لوگوں کو "خداوند" یا "ابن اللہ" کہا گیا ہے۔ اگر عیسےٰ کو بھی ابن اللہ کہا گیا ہے۔ تو اس کا درجہ ان دوسرے لوگوں سے بلند نہیں ہو جاتا۔

حضور نے فرمایا خدا تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ وہ خود قائم ہے اور دوسری ہر چیز اس کی قدرت سے قائم ہے۔ اگر اس کی قدرت و مشیئت کام نہ کرے تو یہ کائنات تہ و بالا ہو جائے۔ یہ عظیم ہستی تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ اور ہر نقص خطا اور کمزوری سے مبرا ہے۔ نہ اسے موت آسکتی ہے نہ اسے مارا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اسے صلیب دی جا سکتی ہے۔

قرآن کریم یہ اعلان کرکے کہ مسیح کو صلیب سے نجات دی گئی اور اسے صلیب پر لعنتی موت سے بچا لیا گیا ایک صداقت کی تصدیق کرتی ہے۔ کیونکہ مسیح نے اپنے آپ کو یونس نبی سے تشبیہہ دی تھی۔ اور ہر عیسائی یہ بات خوب جانتا ہے۔ کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مردہ حالت میں نہیں تھے۔ اگر مسیح قبر میں مردہ تھے تو مسیحؑ اور یونسؑ میں کیا مشابہت ہوئی؟ اسی طرح یہ بھی ایک معروف بات ہے کہ صلیب سے بچائے جانے کے بعد مسیح نے حواریوں کو اپنے زخم دکھائے تھے۔ اگر مسیح کو ایک نئی آسمانی زندگی عطا ہوئی تھی۔ تو اس کے آسمانی وجود پر اس دنیاوی زندگی کے زخم کیسے نظر آگئے؟

مسیح کی خدائی کے عقیدہ کی بنیاد مفروضات پر ہے۔ اور وقت آرہا ہے بلکہ آگیا ہے کہ جب خدا تعالےٰ ان قصوں کو حقیر ذروں کی طرح اڑا دے گا۔

مسیح علیہ السلام خدا کے رسول اور ایک برگزیدہ انسان تھے۔ اور یہ کہنا بے انصافی کی انتہاء ہے کہ خدا کا یہ برگزیدہ بندہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور لعنتی موت مرا۔ خدا کے نزدیک بندے اور اس کے محبوب رسول جو خود کو خدا کی محبت میں گم کر کے اس فانی زندگی سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ اور ایک نئی اور پاکیزہ زندگی ان کو ملتی ہے۔ ان کو یہ برکت عطا کی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کو لعنت کے داغ سے پاک کریں۔ وہ خود لعنتی نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔ ان کو صلیب پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر صلیبی موت حقیقت میں لعنتی موت ہے۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ خدا کے ایسے برگزیدہ بندوں کو ایسی موت سے بچایا جائے۔ اور اس داغ سے ان کی حفاظت کی جائے۔

یہ ایک عام فہم بات ہے کہ نظریہ لعنت کا تعلق دل سے ہے اور ایک شخص اس وقت لعنتی ٹھہرتا ہے۔

جب حقیقت میں اس کا دل سیاہ ہو جائے اور وہ خدا سے اعراض کرے اور خدا کی رحمت سے محروم اور اس کی محبت سے خالی اور اس کی معرفت سے عاری ہو جائے اور شیطان کی طرح کور چشم ہو جائے۔ اور باطل کے زہر سے بھر جائے۔ اور خدا کی محبت اور اس کی معرفت کی ایک کرن بھی اس میں نہ رہے۔ اور خدا کے ساتھ تمام تعلق منقطع کر کے خود کو خدا کی دشمنی اور حسد اور بیزاری سے پُر کر لے۔ یہاں تک کہ خدا اس کا دشمن ہو جائے اور اس سے بیزار ہو جائے۔ یہ امر واضح ہے کہ نظریہ لعنت اس قدر ناپاک اور گندہ ہے کہ خدا کے کسی برگزیدہ بندے پر جس کا دل خدا کی محبت سے بھرا ہوا ہو اس کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

حضور نے فرمایا عیسائیوں نے اس نظریہ کی "ایجاد" کے وقت اس کے اصل معنوں کی طرف غور نہیں کیا۔ ورنہ وہ مسیح علیہ السلام جیسے برگزیدہ نبی کے لئے یہ الفاظ استعمال نہ کرتے۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی وقت مسیح علیہ السلام کا دل حقیقت میں خدا کی طرف جھکا ہوا نہ تھا۔ اور خدا کا منکر اور اس سے بیزار اور اس کا دشمن بن گیا تھا؛ کیا ہم ایسا تصور بھی کر سکتے ہیں کہ مسیح کفر اور انکار کی ظلمت میں پھنسے ہوں؟۔ ایسا تصور نہ صرف مسیح علیہ السلام کے مقام نبوت و رسالت کے خلاف ہے بلکہ آپ کے دعوئے تقدس و پاکیزگی کے برعکس اور محبت و معرفت الٰہی کے بھی خلاف ہے۔ جس کا ذکر متعدد بار اناجیل میں آتا ہے۔

اناجیل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو اس دنیا کا نور اور ہادی قرار دیا تھا اور دعوےٰ کیا تھا کہ آپ کا خدا سے ایک مضبوط رشتہ محبت قائم ہے۔ خدا نے آپ کی پیدائش کو بابرکت اور آپ کو اپنا محبوب فرزند قرار دیا۔ پھر کس طرح لعنت کے ناپاک نظریہ کا اطلاق آپ کے دل پر کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ بات پوری طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ اور صلیبی موت کے بدنتائج سے آپ کو بچا لیا گیا تھا۔ اور آپ کا قلب مطہر لعنت کے داغ سے کلیۃً محفوظ رہا۔ نہ ہی آپ دوبارہ زندہ کئے گئے۔ اور نہ مادی طور پر آپ کا رفع الی السماء ہوا۔ کیونکہ یہ تمام ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔

اناجیل کے مطالعہ سے بعض اور شواہد بھی سامنے آتے ہیں۔ جن سے مسیح کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کی تردید ہوتی ہے۔ یہاں ان کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ معروف بات ہے کہ پیلاطوس نے مسیح کو بے قصور قرار دیا۔ اور اس کی بیوی کو خواب میں تنبیہہ کی گئی کہ مسیح کو تکلیف نہ دی جائے پیلاطوس کا ایسا انتظام کرنا کہ مسیح کو جمعہ کی شام کو غروب آفتاب سے چند گھنٹے قبل تک صلیب پر نہ لٹکایا جائے۔ اس کے بعد آندھی اور طوفان آنے کے باعث مسیح کو غروب آفتاب سے بھی پہلے صلیب پر سے اتار لیا جانا اور ہڈیوں کا نہ توڑا جانا۔ ان حالات میں ایک صحت مند ۳۳ سالہ مضبوط نوجوان جو کسی لڑائی میں ملوث بھی

نہ ہو کس طرح اس تھوڑے سے وقت میں جان دے سکتا ہے۔ آپ بیہوش ضرور ہوئے۔ اور بے ہوشی کی حالت میں ہی آپ کو صلیب سے اتارا گیا۔ اور آپ کے زخموں کا علاج ایک مرہم سے کیا گیا جو حواریوں نے خدائی پیشگوئیوں کے تحت تیار کی ہوئی تھی۔ اور جو اس وقت سے مرہم عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے جسم کو چودہ فٹ تین انچ لمبے اور چار فٹ سات انچ چوڑے کپڑے میں لپیٹ کر ایک ہوادار کمرے میں رکھا گیا۔ اور اس طرح آپ کی تیمارداری کی گئی۔ کہ باوجود شدید جسمانی تکلیف اور تازہ زخموں کے آپ جلدی چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ واقعہ صلیب سے قبل کسی بھی طبی کتاب میں مرہم عیسیٰ کا ذکر نہیں ملتا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد کی ایک ہزار سے زائد مستند طبی کتب میں اس وضاحت کے ساتھ اس مرہم کا ذکر ملتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی تھی۔ ان کتب کے مصنفین مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ لاکھوں لوگوں نے یہ کتب پڑھی ہیں۔ عیسائی دنیا صدیوں سے اس مرہم سے واقف ہے۔ اور اسے استعمال کر رہی ہے۔ اور اس طرح اس بات کی شاہد ہے کہ یہ مرہم مسیح کے جسم کے لئے تیار کی گئی تھی۔

مسیح علیہ السلام کے حواریوں کی شہادت ہے کہ واقعہ صلیب کے چند دن بعد انہوں نے مسیح کے جسم پر زخموں کے نشان دیکھے۔ انہوں نے مسیح کا مادی جسم ہی دیکھا۔ کسی آسمانی وجود کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔

پھر مسیح کے شاگردوں کی گواہی ہے کہ گلیل جاتے ہوئے چند میل تک مسیح نے ان کے ساتھ سفر کیا۔ اور ان کی درخواست پر آپ نے ان کے ساتھ عمواس میں رات گزاری اور مسیح نے ان سے کھانا مانگا اور مچھلی اور شہد کھایا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ آپ اس وقت اپنے مادی جسم میں تھے نہ کہ آسمانی جسم میں۔

واقعہ صلیب کے بعد مسیح علیہ السلام جب بھی ہمیں نظر آتے ہیں اپنے مادی جسم کی ضروریات کے ساتھ مثلاً کھانا کھاتے پانی پیتے۔ سوتے ہوئے یا سفر کرتے نظر آتے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں اس امر کی تردید کرتی ہیں کہ آپ نے اپنا مادی جسم چھوڑ کر کوئی آسمانی یا روحانی تجسم اختیار کیا ہو۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ایک ایسے لافانی اور غیر مادی جسم کو اختیار کر لینے کے بعد جو فانی جسم کی تمام ضروریات سے مستغنی ہو اور جس کے ساتھ آپ نے خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھنا ہو اور جو ہر داغ اور درد اور نقص سے مبرا اور خدائی نور سے منور ہو۔ اس جسم پر زخموں کے نشانات کس طرح موجود رہ سکتے ہیں کہ مسیح عام انسانی جسم کی طرح درد بھی محسوس کریں۔ اور دیگر انسانی ضروریات کے بھی محتاج ہوں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کو ایک جسمانی جسم دیا گیا

تھا بلکہ آپ صلیب پر صرف بے ہوش ہوئے تھے۔ اور بظاہر ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ وفات پا گئے ہوں۔

مسیح کا یہ کہنا کہ "لیکن میں اپنے جی اٹھنے کے بعد تم سے پہلے گلیل کو جاؤں گا۔" (متی ۲۶/۳۲) کسی طرح بھی آپ کے صلیب سے بچائے جانے کے خلاف نہیں۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ایک آدمی جو صلیب پر چڑھایا گیا ہو اور بے ہوش ہو کر مُردوں سے مشابہت رکھتا ہو۔ دوبارہ ہوش میں آنے پر اس طرح محسوس کرے گویا وہ دوبارہ جی اٹھا ہے۔ اس سیاق وسباق میں "دوبارہ جی اٹھنے" کے الفاظ سے مراد مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مسیح کی صلیب سے نجات کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک عظیم معجزہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ قرآن کریم کے نزدیک یہود اور عیسائی دونوں ہی یہ پختہ یقین اور اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ صلیب سے اتارے جانے کے وقت یہود اور عیسائی دونوں نے یہ فرض کر لیا کہ آپ صلیب پر فوت ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس اس بات کا حتمی یقین کر لینے کے لئے کوئی ثبوت نہ تھے اور اب جو شہادات سامنے آئی ہیں۔ ان سے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ مسیح صلیبی موت سے بچائے گئے تھے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ کے تحت ان تمام شواہد اور دلائل کو اب تک پوشیدہ رکھا۔ تا ان کو مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ظاہر کرے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل اقتباس بہت اہمیت کا حامل ہے۔

" یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتداء سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو۔ کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو۔ اور وہی ہے جو کسرِ صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی تب انجام ہوگا۔ اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ

میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ یہی مفہوم اس حدیث کا ہے۔ جو صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں درج ہے۔ پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلے گی۔ اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آ گیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو۔ اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا۔ اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی۔ کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے۔ اور کیا ہی سعادت مند وہ شخص ہے جو اس نور سے کچھ پا دے۔"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۳-۶۴)

حضور نے فرمایا۔ یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک ٹورین کا مقدس کفن کوئی خصوصی اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ سچ ہے کہ یہ کتانی کپڑا عیسائی دنیا نے نہایت احتیاط اور تعظیم کے ساتھ صدیوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ یا تو یہ وہی کتانی کپڑا ہے جس میں مسیح علیہ السلام کے جسم کو مرہم عیسیٰ لگائے جانے کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اور یا یہ جعلی ہے۔ اس بات کا فیصلہ کرنا عیسائی دنیا کا کام ہے۔ کہ یہ اصلی ہے یا نہیں اگر یہ اصلی نہیں تو اس کو اتنی اہمیت کیوں دی جاتی رہی ہے۔ اور اس کی اتنی تعظیم کیوں کی جاتی رہی ہے۔ اور اگر یہ اصلی ہے تو یہ مسیح کو زندہ صلیب پر سے اتارے جانے کی تائید کرتا ہے۔ مگر یہ شہادت کوئی بنیادی اہمیت کی حامل نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ تائیدی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر یہ اصلی کپڑا گم بھی ہو جاتا تو مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے دیگر اہم ترین ثبوت و شواہد میں کچھ کمی نہ آتی۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلیب سے اتارے جانے اور اپنی صحت یابی کے بعد مسیح علیہ السلام ایک لمبے عرصہ تک اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی دعوت و اصلاح میں مصروف رہے۔ یہ قبائل آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کی تعلیمات کے ذریعہ ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا علم ہوا اور انہوں نے آپ کو پہچان کر اسلام قبول کیا۔

اس طرح مقدس کفن مسیح کے صلیب سے بچائے جانے کی زنجیر شہادت کی گمشدہ کڑی نہیں ہے اگر یہ کفن جعلی ہے۔ تو عیسائی اس کو ناواجب تعظیم دینے کے ذمہ دار ہیں اگر یہ اصلی ہے تو یہ ہمارے نظریہ کی تائید میں مزید تائیدی گواہ ہے۔ اس کے جعلی ہونے کی صورت میں اس واقعہ کے بارے میں ہمارے علم میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجنے کے خدائی مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کے آنے کا یہ مقصد ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں کی طرف وہ مبعوث کیا گیا ہے۔ ان کو ان کی گندی زندگی سے نجات دلائی جائے۔ اور اس نبی کی تعلیم پر عمل کر کے وہ خدائے واحد و یگانہ کا قرب اور اس کی محبت حاصل کر سکیں۔ مسیح علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسیح کے ظہور کے وقت اسرائیل کے صرف دو قبائل فلسطین میں رہتے تھے۔ بارہ میں سے دس قبائل عراق۔ ایران۔ افغانستان، ہندوستان اور کشمیر میں پھیلے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی یہودی آبادیاں کشمیر میں قائم تھیں وہ گمشدہ تھے کیونکہ وہ اپنے اصلی وطن سے باہر تھے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت چھوڑ چکے تھے۔ اور بہت سے ان میں سے بدھ مت کے پیرو یا بت پرست ہندو بن چکے تھے۔

حضور نے فرمایا مسیح علیہ السلام کی بعثت کے دو بڑے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ تھا کہ آپ اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ بھیڑوں کو دوبارہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر قائم کریں۔ مسیح علیہ السلام نے اپنے مشن میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ اور یہ ان دس قبائل کی خوش قسمتی تھی کہ وہ مسیح کی نبوت پر ایمان لائے۔ اور توحید باری تعالیٰ کا اقرار کیا۔

مسیح علیہ السلام امت موسویہ کے آخری نبی تھے اور آپ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی اور نبی نہیں آنا تھا بلکہ نبوت اسرائیل کے گھرانے سے نکل کر اسمٰعیل کے گھرانے میں جانی تھی اور ہو سکتا تھا کہ بنی اسرائیل اپنی بدقسمتی سے اس نبی کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے جس کا ذکر تورات میں "وہ نبی" کے لقب سے کیا گیا تھا مسیح کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ذہنوں کو اس نبی کی قبولیت کے لئے تیار کریں۔ جس نے آخری اور کامل شریعت لانا تھی۔ اور جس کا آنا خدا کا آنا تھا۔

حضور نے فرمایا تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسرائیل کے گمشدہ قبائل نے مسیح کو قبول کیا۔ اور اسی طرح ان میں سے تقریباً سب نے جو ان ممالک میں آباد تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا۔ اور تورات کی زبان میں آگ اور روح القدس سے بپتسمہ لیا۔ اور اس طرح مسیح اپنی بعثت کے اس مقصد کے حصول میں بھی کامیاب ہوئے۔

حضور نے اس خدائی قانون کا حوالہ دیا کہ جو نبی کسی خاص مقصد کے لئے مبعوث کئے جائیں وہ اس مقصد کے حصول یا اس کے حصول کے انتظامات کرنے سے قبل وفات نہیں پا سکتے۔ اور فرمایا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے تیاری کے ارہاص تھے۔ اور جب یوحنا نے مسیح کو بپتسمہ دیا تو انہوں نے اپنی بعثت کے مقصد کو پورا کر لیا۔ اور اس کے بعد زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہے۔ جہاں تک مسیح کا تعلق ہے بھی واقعہ

صلیب سے قبل کسی اہم یا بڑے واقعہ کا پتہ نہیں چلتا۔ اس وقت تک آپ نے اسرائیل کے گمشدہ قبائل سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اور نہ ہی اس وقت تک آپ نے بنی اسرائیل کے اذہان وقلوب کو "وہ نبی" پر ایمان لانے کے لئے تیار کیا تھا جس کے ظہور کی خبر موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیل کے دیگر انبیاء دیتے آئے تھے۔ واقعہ صلیب مسیح علیہ السلام کی نبوت کے تیسرے سال میں ہوا۔ اور یہ مختصر عرصہ مسیح نے نسبتاً گمنامی اور خاموش تبلیغ میں بسر کیا۔ فلسطین کے یہودیوں نے آپ کے پیغام کی طرف بہت کم توجہ دی۔ اگر آپ خدا کے سچے رسول تھے اور بلاشبہ آپ سچے رسول تھے تو آپ صلیب پر فوت نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ ابھی تک آپ کو اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ بھیڑوں تک اپنا پیغام پہنچانے کا موقعہ نہیں ملا تھا اور نہ ہی ابھی تک آپ نے کوئی ایسا طریق اختیار کیا تھا جس سے آنے والی نسلیں "وہ نبی" کو نہ ماننے کی بدقسمتی سے بچ جاتیں۔

قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا خود خدا کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ ($\frac{17}{82}$) جس کے ساتھ ہی شیطان نے اپنے لاؤ لشکر سمیت فرار ہونا تھا۔ اور اس جامع اور عالمگیر شریعت کی وجہ سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دی جانی تھی۔ خدا تعالےٰ نے سابقہ انبیاء سے ایک پختہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو یہ ہدایت کریں گے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اور آپ کی مدد کریں۔ ($\frac{3}{82}$) اور یہی وجہ ہے کہ آدم سے لے کر مسیح تک تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کا اعلان کرتے رہے۔

موسیٰ علیہ السلام استثنا باب $\frac{33}{2}$ میں فرماتے ہیں:۔

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اپنی قوم پر طلوع ہوا اور وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا"

اس سے واضح طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا کی عظمت اپنے کمال کے ساتھ کوہ فاران پر جلوہ گر ہوگی۔ اور آفتاب صداقت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ کوہ فاران سے طلوع کرے گا۔ تورات اشارہ کرتی ہے کہ فاران مکہ کے نزدیک ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت اسمٰعیل جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جد امجد تھے، آباد ہوئے تھے۔ اس بات کی تصدیق جغرافیہ کے نقشوں سے بھی ہوتی ہے۔ یہ ایک معروف بات ہے کہ مکہ میں سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا گیا۔ دیکھئے موسیٰ علیہ السلام نے کس وضاحت سے تصدیق کی ہے کہ کوہ فاران سے طلوع ہونے والے آفتاب صداقت کی شعاعیں سب سے روشن تر اور تابناک ہوں گی۔ اور صداقت کا نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں اپنے معراج کو پہنچے گا۔

حضور نے فرمایا۔ وقت اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ داؤد، سلیمان، یسعیاہ، یوحنا اور مسیح علیہم السلام کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشگوئیوں میں سے چند بیان کی جاسکیں۔ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کی بے پناہ ترقی کا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ اس ترقی کے نتیجہ میں تباہی اور بربادی کا خوف بھی ہے۔ خود اپنے ہاتھوں اپنی بربادی سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہم اپنا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے دیں۔ اور بت پرستی اور انسان پرستی اور نفس پرستی کو چھوڑ کر خدا کے ساتھ کسی قسم کا شریک نہ ٹھہراتے ہوئے خدائے واحد کے سایۂ رحمت تلے جمع ہو جائیں۔

حضور نے فرمایا میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی عاجزی اور پیار کے ساتھ یہ پیغام پہنچاتا ہوں خوش ہو اور خدا کی حمد کے ترانے گاؤ کہ مسیح جس کے ظہور کی خبر صحف سابقہ میں اور قرآن کریم میں دی گئی تھی اور جس کے ظہور کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ محمد کا وہ روحانی فرزند ظاہر ہو چکا ہے۔ میں جو آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور آپ سے مخاطب ہوں اس کا نائب اور تیسرا خلیفہ ہوں۔ میرے دل میں آپ لوگوں کے لئے سچی ہمدردی اور محبت کا سمندر موجزن ہے۔ مجھے آپ کی تکلیف اور دکھ نے بے چین اور مضطرب کر رکھا ہے۔ آپ کا اصل دکھ اپنے رحمٰن اور رحیم رب کی معرفت کی کمی ہے۔

میں آپ کو اس سچے واحد خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے ہماری تمام ضروریات ہماری پیدائش سے بھی پہلے مہیا فرمائیں اور ہماری خوشحالی کے سامان پیدا فرمائے۔ اس نے ہمارے قویٰ اور ہماری طاقتوں کی نشوونما کے لئے تمام ضروری سامان مہیا فرمائے۔ تاکہ اس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے میں ہمیں کوئی کمی نہ رہے۔ لیکن ہم نے ناشکری کا ثبوت دیا۔ اور جو کچھ ہمیں امن اور سکون قائم کرنے کے لئے دیا گیا تھا۔ اس کو ہم نے فساد اور اور تباہی لانے کے لئے استعمال کیا۔ جو کچھ ہمیں اپنی صحت اور اپنی ذہنی اور اخلاقی اور روحانی سربلندی کے لئے عطا ہوا تھا اس کا ہم نے غلط استعمال کیا۔ اور اس طرح ہم خدا سے دور ہو گئے۔ اور تباہی کے عمیق غاروں میں جا پڑے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم رک جائیں۔ اور اپنے رب کو پہچان لیں۔ اور اس کی طرف رجوع کریں۔ وہ ہمارے تمام گناہ اور ہماری تمام خطائیں بخش دے گا۔ وہ ہمیں محبت کے ساتھ اپنی طرف اٹھائے گا اور ہمیں اپنی رضا کی جنتوں کی طرف لے جائے گا۔ ہمارے اپنے آنسو خدا سے ملنے کے لئے ہمارے دلوں کی تڑپ ہی ہمارا کفارہ ہیں۔ ہمیں کسی اور کفارہ کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو خدائے واحد لاشریک کی طرف رجوع کرنے، اور اس کی اطاعت میں اپنی گردنیں جھکانے کی تلقین کرتا ہوں کہ اسی میں آپ کی بھلائی ہے۔

میں آپ کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے بلاتا ہوں۔ وہ راہیں جن پر چل کر آپ نے

اپنے رب کو پایا اور جس کے نتیجہ میں آپ کو دونوں جہان کی نعمتیں ملیں۔ ان پر آج بھی آپ کے قدموں کے نشان موجود ہیں۔ ان نقوش پا کی پیروی کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو آپ خدا کی محبت جیتنے والے ہوں گے۔ جو آپ کو تسلی دے گی۔

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

اس فانی دنیا کی غیر حقیقی خوشیوں اور مسرتوں کا مقابلہ خدا کی محبت سے نہیں کیا جا سکتا۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ خدا کی محبت کے حصول کے لئے کوشاں ہوں۔ وہ دروازہ صدیوں سے لاکھوں دستک دینے والوں کے لئے کھولا جاتا رہا ہے۔ آپ کیوں مایوس ہوتے ہیں کہ یہ آپ کے لئے کھولا نہ جائے گا۔ آگے آئیں اور مسیح موعود کے جانشین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کریں۔ کیونکہ اسلام میں ہی آپ کی اور آپ کی آنے والی نسلوں کی بھلائی ہے۔ اگر آپ اس آواز پر دھیان نہ دیں گے تو ایک خطرناک تباہی آپ کی منتظر ہے۔ وہی تباہی جس کے متعلق آج سے گیارہ سال قبل میں نے آپ کو خبردار کیا تھا۔

ــ راہِ نجات ــ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔"

(کشتی نوح)

—(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)—

اے سونے والو بیدار ہو جاؤ اے غافلو اٹھ بیٹھو

کہ

ایک انقلاب عظیم کا وقت آگیا

پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیربازی کا۔ دعا کرو خدا وند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اس نور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بد دعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بے وقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا۔ اور اپنے بندے کا مددگار ہوگا۔ اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے

اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے۔ جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا اور
ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودے کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار
کررہا ہے جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے۔ پھر وہ جو عالم الغیب ہے جو ہر ایک دل
کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیوں ایسا کام کرے گا پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی
اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔ سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور
تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے
پیدا ہو جاتے۔ اور نیز یہ اس اپنی عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا۔ جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔
کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گزرا ہے کہ جس نے خدا تعالےٰ پر افترا کرکے کہ وہ مجھ سے
ہمکلام ہے پھر اس مدت مدید کے سلامتی کو پا لیا ہو۔ افسوس کہ تم کچھ بھی نہیں سوچتے اور قرآن کریم
کی ان آیتوں کو یاد نہیں کرتے جو خود نبی کریمؐ کی نسبت اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو ایک
ذرہ بھی مجھ پر افترا کرتا تو میں تیری رگِ جان کاٹ دیتا۔ پس نبی کریمؐ سے زیادہ تر کون عزیز ہے کہ
جو اتنا بڑا افترا کرکے بچا رہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال بھی ہو۔ سو بھائیو نفسانیت سے باز
آجاؤ اور جو باتیں خدا تعالےٰ کے علم سے خاص ہیں ان سے حد سے بڑھ کر ضدمت کرو اور عادت
کے سلسلہ کو توڑ کر ایک نئے انسان بنکر تقوےٰ کی راہوں پر قدم رکھو۔ تا تم پر رحم ہو اور خدا تعالےٰ
تمہارے گناہ بخش دیوے۔ سو ڈرو اور باز آجاؤ۔ کیا تم میں ایک بھی رشید نہیں؟ وان لم
تنتھوا فسوف یاتی اللہ بنصرۃ من عندہ وینصر عبدہ ویمزق اعداءہ
ولا تضرونہ شیئاً۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۵-۵۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

ایک اجتماعی دُعا

سَئِمْنَا تَكَالِيفَ التَّطَاوُلِ مِنْ عِدَا　　تَمَادَتْ لَيَالِي الْجَوْرِ يَا رَبِّ فَانْصُرِ

وَأَنْتَ رَحِيمٌ ذُوْ حَنَانٍ وَّ رَحْمَةٍ　　فَنَجِّ عِبَادَكَ مِنْ وَّبَالٍ مُّدَمِّرِ

رَأَيْتَ الْخَطَايَا فِيْ أُمُوْرٍ كَثِيْرَةٍ　　وَإِسْرَافَنَا فَاغْفِرْ وَأَيِّدْ وَعَزِّرِ

وَأَنْتَ كَرِيْمُ الْوَجْهِ مَوْلًى مُجَامِدٌ　　فَلَا تَطْرُدِ الْغِلْمَانَ بَعْدَ التَّخَيُّرِ

وَجِئْنَاكَ كَالْمَوْتٰى فَأَحْيِ أُمُوْرَنَا　　وَنَسْتَغْفِرَنْكَ مُسْتَغِيْثِيْنَ فَاغْفِرِ

إِلٰهِيْ فَدَتْكَ النَّفْسُ أَنْتَ مَقَاصِدِيْ　　تَعَالَ بِفَضْلٍ مِّنْ لَّدُنْكَ وَبَشِّرِ

إِلٰهِيْ أَغِثْنِيْ يَا إِلٰهِيْ أَمِدَّنِيْ　　وَبَشِّرْ بِمَقْصُوْدِيْ حَنَانًا وَّخَبِّرِ

- ہم عرصہ دراز سے دشمنوں کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر تھک گئے ہیں۔ اے میرے رب! ظلم کی راتیں لمبی ہو گئی ہیں۔ اب تو میری مدد فرما۔
- اور تُو بار بار رحم کرنیوالا مہربان اور صاحب رحمت ہے۔ تو اپنے بندوں کو ہلاکت خیز انجام سے نجات عطا فرما۔
- تو نے بہت سے امور میں ہماری خطائیں اور ہماری زیادتیاں دیکھی ہیں۔ پس تو ہمیں معاف فرما اور ہماری تائید و نصرت فرما۔
- اور تُو بہت فیاض اور مہربان آقا ہے۔ تو اپنے غلاموں کو پسند کرنے کے بعد اپنے در سے نہ دھتکار۔
- ہم مُردوں کی طرح تیرے پاس آئے ہیں پس تو ہمارے کاموں کو زندگی بخش۔ ہم اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے فریادی بن کر تیرے حضور آئے ہیں۔ تو ہماری مغفرت فرما۔
- اے میرے خدا! تجھ پر میری جان قربان۔ تو ہی میرا مقصود ہے۔ تو اپنا فضل لے کر آ اور ہمیں کوئی بشارت دے۔
- اے میرے خدا! میری داد رسی فرما۔ اے میرے خدا! میری مدد فرما۔ اور اپنی شفقت فرماتے ہوئے میرے مقصود کی مجھے بشارت اور اطلاع دیجیے۔

(سر الخلافہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

ضرورتِ الہام

این خرد جملہ خلق مے دارند ناز کم کن کہ چوں تو بسیار اند
چارۂ دل کلامِ دلدار است ہر چہ غیرش کنند بیکار است
زہرِ فرقت چشی و ناکامی باز منکر ز وحی و الہامی
جاں تو بر لب از نخوردنِ آب باز از آبِ زندگی رُو تاب
داروئے ہر شے کہ در دلہاست آں بدار الشفا وحیٔ خدا است
ہست بر عقل منّتِ الہام کہ ازو پخت ہر تصوّرِ خام
آں گماں برد و ایں نمود فراز آں نہاں گفت و ایں کشود آں راز
آنکہ بشکست ہر بتِ دلِ ما ہست وحیٔ خدائے بے ہمتا

(نزول المسیح)

- عقل تو سارے جہان کے پاس ہے مت نازاں ہو تجھ جیسے عقلمند دنیا میں بہت ہیں
- دل کا صحیح علاج تو محبوب کا کلام ہے اس کے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں بیکار ہے
- تو فرقت کا زہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے مگر پھر بھی وحی و الہام سے منکر ہے۔
- آسمانی پانی نہ پینے کی وجہ سے تو جاں بلب ہے پھر بھی آبِ حیات سے روگرداں ہے۔
- ہر اس وسوسہ کا علاج جو دلوں میں پیدا ہو خدا کے شفاخانہ میں صرف وحی الٰہی ہے۔
- عقل پر الہام کا احسان ہے کہ اس کی برکت سے ہی ہر ناپختہ خیال پختہ ہو جاتا ہے۔
- عقل نے تو صرف گمان کیا لیکن الہام نے کھول کر دکھلا دیا عقل نے دل میں بات سوچی اور الہام نے راز کھول کر رکھ دیا۔
- وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بت کو توڑ دیا وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے۔

کوئی عیسےٰ آسمان سے نہیں اُترے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" اے تمام لوگو! سن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے ان سب پر انکو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ . . . . . یاد رکھو کہ آسمان سے کوئی نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی بھی عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ ابھی تک آسمان سے نہ اترا تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسےٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۴، ص۶۵)

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر

۳۱۳ اصحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۷۔ حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ

حضرت منشی صاحب ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے محلہ قصاباں کپورتھلہ میں رہائش تھی۔ والد ماجد کا نام بھولن تھا۔ تعلیم معمولی اور ابتدائی تھی۔ بچپن میں ہی والد کی وفات ہو گئی۔ اور گھر کا سارا بوجھ آپ پر تھا بہت ہی احساس تھے۔ اس لئے ان حالات میں آپ کو تلاش معاش کی فکر ہوئی۔ چنانچہ کچہری میں بطور چپڑاسی کے ملازم ہو گئے۔ مگر اپنی لیاقت اور محنت سے ترقی کر کے تحصیلدار ہو گئے۔ جملہ افسران آپ کی دیانت محنت اور حسن کارکردگی کے مداح تھے۔ اور مختلف حکام بالا کی خوشنودی اور تعریف کے سرٹیفکیٹ آپ کے پاس تھے۔ وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ سٹرایز نیج تو آپ کے بہت ہی مداح تھے۔ اور آپ کو ایک مثالی شخصیت کہا کرتے تھے۔

آپ کی اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر اور آپ کی خاص خدمات کی وجہ سے آپ کو خان صاحب کا خطاب ملا ہوا تھا۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اس خطاب کو کبھی اپنے نام کے ساتھ نہیں لکھا۔ کپورتھلہ کے ایک دوست حاجی ولی اللہ کے ذریعہ آپ کو کتاب براہین احمدیہ ملی۔ ان ایام میں اس کتاب کا غیر معمولی شہرہ تھا۔ اور علمی حلقوں میں اس کتاب کا ذکر بڑی ہی عزت و احترام سے کیا جاتا تھا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت سے تعارف ہوا۔ اور آپ کے علم و کمال سے واقف ہوئے آپ کی اس عظیم تصنیف کا مطالعہ کر کے آپ کو حضور کی زیارت و ملاقات کا شوق ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلی ملاقات آپ نے حضور سے بمقام بٹالہ ۱۸۸۴ء میں کی۔

(۳)

آپ نے حضور سے بیعت لینے کے لئے عرض کی لیکن حضور نے فرمایا کہ ابھی حکم نہیں ہوا۔ چنانچہ بیعت اولیٰ بمقام لدھیانہ ان کے وقت زید سنہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت کی۔ اس وقت آپ نقشہ نویس

سکتے ۔

آپ کی سیرت و سوانح کا امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں فانی تھے اور غیر معمولی عقیدت و محبت کے جذبات آپ رکھتے تھے۔ اگر انہوں نے سادہ زندگی اختیار کی تو وہ بھی حضور سے اظہار محبت کے لئے اور جو وہ رقم جمع کرتے والہانہ عقیدت سے قادیان کا سفر اختیار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ ایک دفعہ آپ کو ایک صد روپیہ انعام ملا۔ تو آپ نے اپنے بھائی کو بلا کر کہا۔ کہ ایک روپیہ کی دو قمیصیں سلوا دو۔ اور باقی ننانوے روپے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مبارکہ میں نذرانہ بھجوا دیا۔ اور آپ کو جونہی پنشن آتی۔ آپ لٹھے کا صاف کپڑا خریدتے اور اس میں نذرانہ باندھ کر حضور کی خدمت میں ارسال کر دیتے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر آپ اکثر فرمایا کرتے۔ کہ ہم حضور کے دیدار کے بھوکے تھے۔ اگر بیمار ہوتے حضور کا چہرہ مبارک دیکھنے سے شفایاب ہو جاتے۔ آپ بلاشبہ عاشق صادق تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام میں آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

"حبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی منشی صاحب محبت و خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں خدمات کو نہایت نشاط سے بجا لاتے ہیں۔ بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ عجیب منشرح الصدر اور جان نثار آدمی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقت اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر ایک توفیق سے کوئی خدمت بجا لاویں۔ اور دل و جان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔" آمین [روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲]

کتنے ہی خوش قسمت منشی اروڑا صاحب ہیں کہ مسیح پاک نے ان کو دعا دیتے ہوئے فرمایا خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ مندرجہ بالا تحریر آپ کے اخلاص اور عقیدت پر مہر تصدیق ہے

(۳)

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونے کی مہریں یعنی پونڈ نذرانہ پیش کرنے کا بہت ہی شوق تھا۔ مگر یہ مہریں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش نہ کر سکے۔ البتہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ نے یہ مہریں پیش کر کے اپنی دیرینہ اور قلبی خواہش کو پورا کر لیا۔ اس واقعہ کا ذکر حضور یوں فرماتے

ہیں :-

"مجھے ہمیشہ ایک واقعہ یاد رہتا ہے۔ منشی اروڑا صاحب جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد مستقل طور پر قادیان میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے دو یا تین پونڈ دیئے۔ اور کہا کہ اماں جان کو دے دینا اور اس کے ساتھ ہی رو پڑے۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد کا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی یاد سے روتے ہیں۔ آخر جب دیر تک روتے رہے۔ اور ان کی ہچکی بندھ گئی تو میں نے روکنے کے لئے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں۔ کہنے لگے کہ جب میں نے بیعت کی۔ میں چھ یا سات روپے کا نوکر تھا اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چندہ کی تحریک کی۔ اس وقت اپنی اس تنخواہ سے بچا کر جب قادیان آتا تو وہ تھوڑی سی رقم ساتھ لے آتا۔ تا وہ دین کی راہ میں خرچ ہو۔ لیکن میری خواہش ہمیشہ یہ ہوتی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونے کی مہریں پیش کروں۔ اس مقصد کے لئے میں اپنی تنخواہ میں سے بچاتا رہتا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ مہریں بننے کی مقدار کا ہو بہت دیر ہو جاتی۔ اور میں وہی روپے لیکر قادیان آجاتا۔ اس طرح مجھے اپنی خواہش کو پورا کرنے کا کبھی موقع میسر نہ آیا۔ اب میں اس قابل ہوں کہ مہریں پیش کروں۔ اس وقت ان کی تنخواہ ۸۰ ۔ ۸۵ کے قریب تھی

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو قادیان بلوایا۔ آپ کی اہلیہ بیمار تھیں۔ آپ کے بھائی نے روکا کہ اس وقت نہ جائیں۔ حضور کو صورتِ حالات سے اطلاع کردیں مگر آپ قادیان روانہ ہو پڑے اور کہا کہ اگر وفات ہوگئی تو اسے دفن کردینا۔ میں حضور کے ارشاد کی تعمیل ضروری سمجھتا ہوں۔ جب آپ حضور کی ملاقات کرکے واپس آئے تو دیکھا اہلیہ گھر میں کام کر رہی تھی۔ اور وہ بالکل تندرست صحت یاب تھیں۔

۱۹۱۴ء میں آپ تحصیلدار سے ریٹائر ہوئے۔ ریاست کے وزیر اعظم نے آپ کو $\frac{1}{3}$ حصہ تنخواہ کا پنشن کے طور پر بطور استثنائی کیس کے دیا۔ اور کہا کہ اس شخص نے دیانت و محنت کی ایک مثال قائم کی ہے۔ اور یہ نمس شخص ہے اس لئے پنشن میں خصوصیت ہونی چاہیئے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ قادیان میں بطور مہاجر کے مقیم ہو گئے۔ ایک دفعہ آپ گورداسپور ... کی خواہش پر گئے۔ اور وہاں دوستوں نے آپکو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کہا۔ آپ نے [illegible]

"تم مجھے خطبہ پڑھنے کے لئے کہتے ہو۔ تم سلسلہ کے کاموں اور چندوں میں بہت سست ہو گئے ہو۔ ہماری روایات کو قائم نہیں رکھ سکے۔ میں تم سے بہت ناراض ہوں۔ سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ۔ اور کھرے کھرے ہو جاؤ۔"

آپ کی زندگی بہت سادہ تھی بالعموم گرمی کے ایام میں لسی میں نمک ڈال کر روٹی کھا لیا کرتے تھے اور اس میں بہت لذت محسوس کیا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے کئی صحابہ کرامؓ سے سنا ہے کہ حضرت منشی اروڑا صاحب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر رقت طاری ہو جاتی۔ آپ کی ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو وفات ہوئی۔ تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ صحابہ میں ہوئی۔ آپ سارا دن تلاوت قرآن کریم میں گزارتے۔ پنج وقتہ نماز مسجد مبارک کے اس حصہ میں ادا کیا کرتے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پڑھا کرتے تھے۔ جو مسجد مبارک کی پہلی صف کے شمالی گوشہ میں تھی۔ ہندو اور سکھ بھی آپ کی بزرگی کے قائل تھے۔ بلاشبہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم صحابی تھے ؛

تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"زمین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو کہ نہیں۔"

(کشتی نوح ص ۳۱/۳۲)

ترجمہ سید عبدالحی

شمائل شریفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور عادات مبارکہ

حضرت امام جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب الجامع الصغیر میں ان تمام احادیث کو مذکورہ عنوان کے تحت جمع کیا ہے جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ ماہنامہ انصار اللہ کے قارئین کرام کے لئے ان احادیث کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ لَهُ۔

(مسند احمد بن حنبل)

حضور جب بستر پر لیٹ جاتے تو فرماتے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا۔ پلایا اور ہماری ہر ضرورت پوری فرمائی۔ اور ہمیں رہنے کو مکان دیا۔ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جن کا پرسان حال کوئی نہیں۔ جن کو سر چھپانے کی جگہ دینے والا کوئی نہیں۔

۲۔ كَانَ إِذَا بَايَعَهُ النَّاسُ يُلَقِّنُهُمْ فِيمَا اسْتَطَعْتَ (مسند احمد بن حنبل)

لوگ جب حضورؐ کی بیعت کرتے تو حضور ان کی استطاعت کے مطابق ہی انہیں نیک باتوں کی تلقین فرماتے۔

۳۔ كَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ (ابوداؤد)

حضور جب کوئی فوجی دستہ یا لشکر روانہ فرماتے تو انہیں صبح صبح روانہ فرماتے۔

۴۔ كَانَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ بَشِّرُوا وَلَا

(باقی دیکھیں ص ۳۵ پر)

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیویوں سے حسن سلوک

[یہ مضمون مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۵ء میں پڑھا گیا۔ (احسان ۷۵)]

بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ —

ہمارے سید و مولےٰ کو اللہ تعالےٰ نے ہر لحاظ سے اسوہ بنایا ہے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ۔ اور اسی وجہ سے آپؐ کی ہر شان میں دلربائی رکھی ہے۔ اور آپؐ کو ہر وصف میں یکتا بنایا ہے تا آپؐ کے اسوہ اور نمونہ کو اپنانے میں بنی نوع انسان کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اور چونکہ آپؐ اسوہ حسنہ، اسوۂ کامل ہیں اس لئے زندگی کے ہر شعبہ کو آپؐ نے اپنی ہدایت کے نور سے منوّر کیا ہے۔ اور مخلوق کے ہر طبقے نے آپؐ کی رحمت سے بھرپور حصہ لیا ہے۔ انسان کی عظمت کو آپؐ نے ہی چار چاند لگائے۔ اور عورت جو نوعِ انسان میں سب سے زیادہ کمزور اور حقیر اور سب سے زیادہ ذلیل اور ادنےٰ سمجھی جاتی تھی، اور جسے بکاؤ مال گردانا جاتا تھا۔ بلکہ اسے زندہ درگور کئے جانے کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ اسے ہمارے سید و مولا سردارِ دوجہاں رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے ماں کی حیثیت سے، بیٹی کی حیثیت سے اور بیوی کی حیثیت سے عزت و رفعت کے بلند مقام پر پہنچایا۔ اور دنیا میں پہلی مرتبہ عورت نے ماں کی حیثیت سے یہ نوید جانفزا آپؐ کی زبان مبارک سے سنی کہ اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ

اور بیٹی کی حیثیت سے یہ عزت و رفعت اور حیات بخش پیغام سنا کہ جو اپنی بیٹیوں سے حُسن سلوک کرے گا اور ان کی تعلیم و تربیت اچھے رنگ میں کرے گا تو وہ اپنے لئے جہنم سے بچاؤ اور جنت

کے حصول کا ذریعہ بنائے گا اور عورت کو بیوی کی حیثیت میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت و تسکین کا باعث قرار دے کر اس جہان آب و گل میں اسے بے نظیر عزت و عظمت کا حامل قرار دیا۔

بیویوں سے حُسنِ معاشرت ۔

سبحان اللہ! خدا کا یہ عظیم فرستادہ اور محبوب رسول کس شان کا مالک تھا۔ جو کہ انسانیت کا محسن اور اس کے لئے رحمت بنکر آیا۔ اور جس نے بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اور حسن سلوک کا معاملہ کرنے کے متعلق خدائے برتر و توانا کا زندگی بخش اعلان کرتے ہوئے فرمایا

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (نساء)

بیویوں سے حسن معاشرت کا معاملہ کرو اور ان سے اچھا سلوک کرو۔ اور اس ارشاد ربانی کی اتباع میں امت مسلمہ کو یہ بتایا کہ تم میں سے بہتر وہی ہے۔ جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا اور ان سے خیر کا برتاؤ کرتا۔ اور ان سے نیکی و بھلائی کا سلوک کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

یہ بھی آپؐ ہی کا فرمان ہے۔

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ (ترمذی)

تم میں سے اچھے اور بھلے لوگ وہ ہیں۔ جو اپنی بیویوں کے ساتھ خیر و بھلائی کا سلوک کرتے اور حسن معاشرت کا معاملہ کرتے ہیں

ایک صحابی کو نصیحت ۔

حضور علیہ السلام نے صرف ہدایت پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ عملاً بھی اس کی نگرانی فرمائی اور جہاں بھی آپؐ کوتاہی دیکھتے۔ اس کے متعلق اصلاحی طریق اختیار فرماتے۔ ایک بار ایک صحابی کے متعلق جو زہد و عبادت میں منہمک رہتے۔ اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی کی طرف سے غافل تھے جب یہ معلوم ہوا تو انہیں حضور علیہ السلام نے طلب فرمایا۔ اور دریافت حال کے بعد ان سے فرمایا۔

وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ (بخاری)

تمہاری بیوی جو تمہارے دکھ سکھ کی ساتھی اور رفیقہ حیات ہے۔ اس کا بھی تم پر حق ہے۔ اس

ــــ کے حقوق کی ادائیگی سے غفلت درست نہیں۔

بیویوں کا خاوندوں پر حق ــــ

بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اور اچھے سلوک کے سلسلہ میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا۔

"بیویوں کا حق خاوندوں پر یہ ہے کہ جب خود کھائے تو اس کو بھی کھلائے۔ جب خود پہنے تو اس کو بھی پہنائے۔ نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اس کو برا بھلا کہے" (ابن ماجہ)

حضورؐ نے اپنے آخری حج کے موقعہ پر جو ضروری باتیں امتِ مسلمہ کو ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک اہم بات بلکہ نہایت ضروری بات بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں ارشاد فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا يَمْلِكْنَ شَيْئًا۔ (سیرت ابن ہشام)

لوگو! عورتوں کے معاملہ میں میری خیر و بھلائی والی وصیت و نصیحت کو مانو اور اسے یاد رکھو کیونکہ یہ تمہارے ہاتھوں میں قیدیوں کی طرح ہیں۔ اور اپنے لئے کسی چیز کی مقدرت نہیں رکھتیں۔

حُسنِ معاشرت کا بے نظیر نمونہ ــــ

حضورؐ نے بیویوں کے ساتھ اچھا معاملہ اور حسن معاشرت کی صرف تعلیم ہی نہیں دی بلکہ حضورؐ کا اپنی پاک و مطہر بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ بھی بے نظیر اور ہر لحاظ سے مثالی تھا۔ حسن خلق و عدل کے ساتھ آپ نے ارشاد ربانی کی تعمیل میں عملی نمونہ پیش کیا۔ اس کا اظہار حضورؐ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔

اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ

کہ میں تم میں سب سے بہتر اپنے اہل یعنی بیویوں سے حسن سلوک کرنے والا ہوں۔ حضورؐ نے اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ فرما کر اس طرف توجہ دلائی کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور حسن معاشرت

کا معاملہ کرنے میں میرے عمل اور نمونہ کو دیکھو اور میری زندگی کے مطابق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرو حضور کی اہلی زندگی کیسی تھی۔ اور بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کس قسم کا تھا۔ اس کا نقشہ علامہ ابن قیم نے چند الفاظ میں بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت محبت اور حسن سلوک کا معاملہ کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے پاس انصار کی لڑکیاں جمع ہوجاتیں تو آپ ان کو حضرت عائشہ کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دیتے۔ آپ کی ہر جائز خواہش کو خوشی ادا فرماتے وہ جس برتن سے پانی پیتیں آپ بھی اسی برتن سے ان کے منہ لگانے کی جگہ منہ لگا کر پانی پی لیتے۔ جس ہڈی کو وہ چوستیں اس ہڈی کو آپ بھی لے کر چوستے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنے والا ہو۔ نماز عصر پڑھ کر آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ تمام ازواج کے ہاں تشریف لے جاتے۔ اور ان کی خیر و خیریت دریافت فرماتے۔ اور پھر اس شب جس کی باری ہوتی اس کے ہاں قیام فرماتے۔"

(زاد المعاد جلد ا صفحہ ۳۵)

نرمی روی اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ

ان تمام باتوں کی تصدیق ان روایات سے ہوتی ہے۔ جو حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ کے اس پہلو کے حسین گوشوں کو نمایاں کرتی ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب نسائی میں روایت ہے۔

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بِنِسَائِهِ أَلْيَنَ النَّاسِ
وَ أَكْثَرَ النَّاسِ ضَحِكًا وَّ بَشَّاماً

کہ جب حضور اپنے اہل بیت کے ساتھ خلوت میں ہوتے تو نہایت نرمی کے ساتھ ان سے معاملہ کرتے اور نرم روی کا مظاہرہ فرماتے۔ اور نہایت ہی کریمانہ برتاؤ فرماتے۔ حضور علیہ السلام تبسم اور خوش روی سے ان سے پیش آتے۔ حضور علیہ السلام ان لوگوں کی طرح نہ تھے۔ جو گھر سے باہر تو لوگوں کے ساتھ بڑے خوش اخلاق اور نرم گفتگو سے پیش آتے ہیں اور گھر جا کر بیوی کے ساتھ درشتی اور سختی اور بے جا رعب ڈال کر چڑچڑاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام اس قسم کے طریق سے کوسوں دور تھے آپ خوش خوش مسکراتے چہرے کے ساتھ ان سے گفتگو کرتے۔ اور کریمانہ انداز میں ان سے سلوک فرماتے

باقی

آپ کا یہ بھی دستور تھا کہ گھریلو کاموں میں بیویوں کی امداد کرتے۔ اور ان کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ کَانَ فِیْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ یعنی خِدْمَةِ اَهْلِهٖ کہ حضور اپنے گھر کے کام کاج میں بیویوں کی امداد کرتے اور ساتھ ہو کر ان کے کاموں کو انجام دیتے۔ حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی حضور ان کی امداد فرماتے۔ ان کی فطرتی اور نسوانی ضعف کے باعث حد درجہ شفقت کا سلوک فرماتے۔

جنگی کھیل کا نظارہ —

ایک دفعہ ازواج مطہرات حضور کی ہم سفر تھیں۔ ایک حبشی غلام سواری کے اونٹوں کو ہانکنے پر مقرر تھا۔ اس نے ان اونٹوں کو جن پر ازواج مطہرات سوار تھیں تیز ہانکنا چاہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا۔ اَلْقَوَارِیْرُ - اَلْقَوَارِیْرُ

یعنی دیکھو یہ آبگینے ہیں ان کے آرام کا پورا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تیز چلنے سے ان کو تکلیف پہنچے حضور علیہ السلام کو ازواج مطہرات کی دلداری کا بھی بہت خیال تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ چند حبشی حرم نبوی کے قریب تلواروں سے کھیل رہے تھے۔ حضور علیہ السلام دروازے میں کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہؓ کو بلا کر اوٹ میں کھڑا کیا۔ اور جنگی کھیل انہیں دکھایا۔

حضرت عائشہؓ سے دوڑ کا مقابلہ —

ایک بار حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہؓ سے دوڑ کا مقابلہ کیا۔ حضرت عائشہؓ اس دوڑ میں حضور علیہ السلام سے آگے نکل گئیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں سَابَقْتُهٗ فَسَبَقْتُهٗ کہ حضور سے دوڑ کے مقابلہ میں میں سبقت لے گئی۔ کچھ عرصہ گزرنے پر پھر حضور اور حضرت عائشہؓ کا دوڑ کا مقابلہ ہوا اب حضرت عائشہؓ کچھ بھاری ہو گئی تھیں۔ اس لئے مقابلہ میں رہ گئیں۔ اور حضور علیہ السلام آگے نکل گئے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تِلْكَ بِتِلْكَ۔ لو عائشہ یہ اس دن کا بدلہ ہے۔

حضور کی ازواج مطہرات سے بے تکلفی —

حضور کی اس شفقت کریمانہ کی وجہ سے ازواج مطہرات بے تکلفی میں حضور سے بحث بھی کر لیتی تھیں اور بعض اوقات بحث میں قدرے گرمی بھی ہو جاتی تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ

حضورؐ کے ساتھ کسی مسئلہ پر گفتگو کر رہی تھیں۔ اور گفتگو بحث کا رنگ اختیار کر گئی۔ حضرت عائشہؓ کی آواز قدرے بلند ہو گئی۔ اتفاقاً آپ کے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق عین اسی وقت تشریف لے آئے اور ان کے کانوں میں بھی حضرت عائشہؓ کی بلند آواز پڑ گئی۔ عاشق رسول حضرت ابوبکر صدیقؓ سخت ناراض ہوئے اور ناراضگی کی حالت میں آگے بڑھے۔ تا حضرت عائشہؓ کو سرزنش کریں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوراً درمیان میں حائل ہو گئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کو منع فرمایا

بے تکلفی میں کبھی ناراضگی بھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت عائشہ سے فرمایا۔ اے عائشہ جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔ تو مجھے فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ حضور کیسے ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی بات پر قسم کھاتی ہو تو کہتی ہو لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ۔ محمدؐ کے رب کی قسم۔ لیکن جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ۔ ابراہیم کے رب کی قسم۔ حضرت عائشہؓ نے جب یہ بات حضور علیہ السلام کے منہ سے سنی تو مسکرا دیں اور کہنے لگیں مگر حضور آپؐ کی محبت سے دل لبریز ہی ہوتا ہے۔

سبحان اللہ یہ کیسی ناراضگی اور خفگی ہے کہ دونوں طرف دل محبت و پیار سے اور شفقت و احترام کے جذبہ سے معمور ہیں۔

ناواجب الفاظ پر اظہار ناراضگی —

یاد رہے کہ اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ سے بہت محبت تھی۔ مگر یہ محبت دیگر ازواج مطہرات کے حقوق اور ان کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حسن معاشرت پر ہرگز ہرگز اثر انداز نہ ہوتی تھی۔ تمام ازواج مطہرات سے ہی حضور کو پیار تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا نیکی کا ایک رنگ اور ایک خاص انداز تھا۔ جس کے باعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک ان کے لئے محبت و الفت کے جذبات سے معمور رہتا۔ چنانچہ ایک بار حضرت عائشہؓ کی زبان مبارک سے ام المومنین حضرت صفیہؓ کے بارے میں ٹھگنی کا لفظ نکل گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا اے عائشہ تم نے ایسا لفظ بولا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے۔ تو وہ اسے بھی کڑوا کر دے۔ حضرت عائشہؓ کو جب حضور کی ناراضگی محسوس ہوئی تو آپ کو بہت ہی افسوس ہوا۔

حضور خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ اور معلم اخلاق بھی۔ آپ ظاہر میں حسن سلوک کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات کے ساتھ ازواج مطہرات کی روحانی اور اخلاقی اقدار کی برتری کو قائم رکھنے کا بھی پورا خیال رکھتے۔

حضرت صفیہؓ کی دلداری

اسی طرح ایک بار حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہ کو طعنہ دیا کہ ہم تم سے افضل ہیں کیونکہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں۔ یعنی قریشی النسل ہیں۔ اس پر حضرت صفیہ رونے لگیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ نے دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا۔ صفیہ وہ تمہارا کیسے مقابلہ کر سکتی ہیں۔ تم نبی کی بیٹی نبی کی بھتیجی اور نبی کی بیوی ہو۔ تمہارے والد یعنی جد امجد حضرت موسےٰ علیہ السلام ہیں۔ تمہارے چچا حضرت ہارون ہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے شوہر ہیں۔ تمہارا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اور کون تمہارا ہم پلّہ ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام سے شفقت والفت اور حقیقی دلجوئی سے بھرپور یہ الفاظ سنکر حضرت صفیہؓ بہت خوش ہوئیں۔

حضرت اُمِ سلمہؓ کا حضور کو مفید مشورہ

ہمارے سید و مولا کی حسن معاشرت کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ سب کی سب ازواج فدائیت کا کامل نمونہ تھیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کا یہ بھی ایک بڑا دلکش پہلو نظر آتا ہے کہ کئی اہم امور میں حضور علیہ السلام ازواج مطہرات سے مشورہ کرتے اور حضور ان کے مشوروں پر عمل بھی کرتے۔ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب صحابہ کرام کے دل سخت غمگین تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امسال یہاں قربانی کردو کیونکہ معاہدہ صلح کے مطابق امسال ہم مکہ میں حج کے لئے نہیں جا سکتے۔ صحابہ کرام مارے غم کے نڈھال تھے۔ اور اٹھ نہ سکتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ یہ جانثار جو میرے پسینہ کی جگہ خون بہانے پر ہر دم کمربستہ رہتے ہیں۔ اس وقت میرے حکم کا ان پر اثر نہیں ہو رہا۔ تو آپؐ بہت غمگین ہوئے اور اسی دل گرفتگی کی حالت میں اپنے خیمہ میں تشریف لائے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے یہ دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صحابہ غم کے باعث نڈھال ہیں۔ ورنہ حضور پُر نور کی نافرمانی کا تو صحابہ کرام تصور تک بھی نہیں کر سکتے تھے۔ میں ایک تدبیر عرض کرتی ہوں۔ آپ باہر تشریف لے جائیں۔ اور بنفس نفیس اپنے جانور کی قربانی کر دیں۔ تمام صحابہ کرام نے یہ دیکھتے ہی فوراً قربانیاں کر دیں۔ اور یہ سنگین صورت حال اطاعت کے بے مثال نمونہ سے بدل گئی

حضرت جویریہؓ سے نکاح

ازواج مطہرات کے ساتھ حسن معاشرت کے سلسلہ میں آپؐ ان کے رشتہ داروں کا خیال رکھتے۔ اور ان

کے ساتھ حسن سلوک فرماتے۔ ام المومنین حضرت جویریہؓ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں۔ ایک جنگ میں اس قبیلہ کے افراد بکثرت غلام اور لونڈی بن کر آئے۔ ان میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کی ممتاز حیثیت کا خیال کرکے انہیں آزاد کرکے نکاح کرلیا۔ اور اس نکاح کی برکت سے قبیلہ بنی مصطلق کے تمام قیدی غلاموں اور لونڈیوں کو مسلمانوں نے آزاد کر دیا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری اور رشتہ داری کے بعد ان کو غلام بنا کر رکھنا مسلمانوں کو پسند نہ تھا۔ روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت جویریہؓ نے یہ تجویز خود حضور کی خدمت میں پیش فرمائی تھی جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا اور قبول فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت جویریہ سے جو محبت تھی اس کے پیش نظر حسن معاشرت کے تقاضہ کو باحسن آپ نے پورا کیا۔ اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک فرمایا۔

اصلاحِ خلق کی عظیم ذمہ داری اور حضرت خدیجہؓ کا کردار

اپنی ازواج مطہرات سے محبت و پیار سے بھرپور یہ تعلقات ثابت کرتے ہیں کہ حضور انسانیت کی اقدار کا ہر دم خیال رکھتے تھے۔ اور حسن معاشرت میں علی وجہ الاتم ان کو پورا فرماتے تھے۔ آپؐ کا سلوک ازواج مطہرات کے ساتھ بہت ہی حسین اور مثالی تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اصلاحِ خلق کے کام کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ پر ربانی پیغام لے کر ظاہر ہوئے تو آپ نے انسانیت اور بشریت کے تقاضا سے اس ذمہ داری کو بہت بڑا بوجھ خیال کیا۔ حضور نے آکر حضرت خدیجہؓ سے اس سارے معاملہ کا ذکر کیا۔

اس موقعہ پر حضرت خدیجہؓ نے جو خیالات کا اظہار فرمایا ان سے بھی حضور علیہ السلام کے اس مثالی حسن سلوک کا علم ہوتا ہے۔ جو حضور اپنے اہل سے فرماتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ وہ مبارک خاتون تھیں جو سب سے پہلے حضور کے عقدِ زوجیت میں آئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت بھرپور جوانی کے عالم میں تھے۔ گو حضرت خدیجہؓ بڑھاپے کی دہلیز پر کھڑی تھیں۔ اس قدر عمروں کا تفاوت حضور کی اہلی زندگی پر ہرگز کوئی برا اثر قائم نہ کر سکا۔ حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد ۲۵ برس زندہ رہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ باوجود حضرت خدیجہؓ کی کبر سنی کے حضور نے ان کی زندگی میں کوئی شادی نہیں کی۔ حسنِ معاشرت اور باہمی الفت و محبت کا اس قدر گہرا ربط تھا کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضور کا یہ معمول تھا کہ حضرت خدیجہؓ کو بہت یاد کرتے۔ اور بڑی کثرت کے ساتھ ان کا ذکر خیر کرتے۔ جب بھی گھر میں قربانی ہوتی

آپ اس کا گوشت حضرت خدیجہ رض کی سہیلیوں کو بھی تحفۃً بھجواتے۔

حضرت خدیجہؓ پر رشک

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف اور صرف حضرت خدیجہؓ پر رشک آیا کرتا تھا کہ حضور کس قدر محبت سے ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔ ایک بار حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ حضور آپ کیا ایک بوڑھی عورت کا ذکر کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں دی ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ ہرگز نہیں اور پھر فرمایا خدیجہ کی محبت تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں قائم کی ہے۔ یہ وہ نیک خاتون ہے جس نے سب سے پہلے میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور صافی قلب کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں کہ نہ صرف زندگی بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ حسن معاشرت کے تقاضوں کو پورا کیا۔ اور فراموش نہیں کیا۔

مثالی شوہر اور مثالی بیویاں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک و مطہر زندگی سے اس وقت خاکسار نے آپ کے اپنی بیویوں سے حسن سلوک اور حسن معاشرت کے جو واقعات پیش کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلوک بہت ہی حسین اور مثالی تھا۔ تاریخ عالم میں ایسا مثالی شوہر اور ایسی مثالی ازواج کہیں نہیں ملتیں۔ خدا کے لاکھوں لاکھوں سلام ہمارے مقدس رسول اور محسن انسانیت پر ہوں جنہوں نے ایک خاوند کی حیثیت سے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں ایک بے مثال نمونہ پیش فرمایا۔ اور لاکھوں سلام ہوں حضور کی پاک ازواج پر جنہوں نے اپنی نیکی اور دینداری کے باعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام اس خوبی سے گزارے کہ دنیا میں اس کی مثال بھی نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پاک نمونہ کی پیروی کی توفیق دے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ
وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اسلام کا دائمی اور عالمگیر غلبہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے پورے کرۂ ارض پر غالب آنے کی عظیم الشان بشارت دیتے ہوئے دُنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبّت دلوں میں بٹھا دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ اور اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے سو اے سننے والو سنو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱۔۲۲)

(شمائل شریفہ۔ بقیہ ص۲۷)

تَنَفِّرُوْا وَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (ابوداؤد)

جب حضورؐ اپنے کسی صحابی کو کسی کام کے لئے باہر بھیجتے۔ تو انہیں یہ تلقین فرماتے کہ لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ ایسا طریق نہ اختیار کرنا جس سے لوگ بھاگنے لگیں۔ لوگوں کے لئے آسانی کی صورت پیدا کرنا۔ مشکلات نہ پیدا کرنا۔

۵۔ كَانَ إِذَا بَعَثَ أَمِيْرًا قَالَ اقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَ أَقِلِّ الْكَلَامَ (طبرانی)

حضورؐ جب کسی (صحابی کو کہیں) امیر بنا کر بھیجتے تو اسے فرماتے۔ مختصر خطبہ دیا کرنا۔ اور باتیں کم کرنا۔

۶۔ كَانَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُوْلُ وَ لٰكِنْ يَقُوْلُ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَ كَذَا۔ (ابوداؤد)

حضورؐ کو جب کسی شخص کے متعلق کسی ناپسندیدہ بات کی اطلاع ملتی۔ تو آپ یوں نہیں فرماتے تھے۔ کہ فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ بلکہ (بغیر کسی کا نام لئے) یوں فرماتے کہ بعض لوگوں کو معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے۔ جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔

۷۔ كَانَ إِذَا تَغَدّٰى لَمْ يَتَعَشَّ وَ إِذَا تَعَشّٰى لَمْ يَتَغَدَّ (حلیہ ابی نعیم)

حضورؐ جب صبح کا کھانا تناول فرماتے تو پھر رات کا کھانا نہ کھاتے۔ اور جب رات کا کھانا کھا لیتے تو پھر صبح نہیں کھاتے تھے۔

۸۔ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ
(مسند احمد بن حنبل)

حضورؐ جب کوئی بات کرتے تو اسے تین بار دوہراتے۔ تا کہ اس کی اچھی طرح سمجھ آجائے۔

۹۔ كَانَ إِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا (ترمذی)

حضورؐ جب لوگوں کے پاس آتے تو انہیں تین بار السلام علیکم کہتے۔

۱۰۔ كَانَ إِذَا تَهَجَّدَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ (بخاری)

حضورؐ جب تہجد کی نماز پڑھتے تو دو دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

رپورٹ سالانہ اجتماع انصار اللہ راولپنڈی

راولپنڈی ضلع کی جملہ مجالس انصار اللہ کا سالانہ تربیتی اجتماع بروز جمعہ۔ ہفتہ ۲۸-۲۹ اپریل مسجد نور راولپنڈی منعقد ہوا۔ اس میں کل چار اجلاس ہوئے۔ جمعہ کے دن صبح تہجد سے اس تربیتی اجتماع کا آغاز ہوا۔ ایک جلسہ صرف زعماء مجالس و عہدہ داران کا ہوا جس میں مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ و قائد وفد نے حاضرین کی توجہ انصار اللہ کی ذمہ واریوں کی طرف مبذول کرائی اور مندرجہ ذیل امور پر خاص زور دیا۔

۱۔ رپورٹ کارگزاری میں سب سست ہیں۔ سب نے اس کمزوری کو دور کرنے کا وعدہ کیا۔ اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ آئندہ چند ماہ میں اپنی کارکردگی کو بہتر کرکے باقاعدگی سے رپورٹ مرتب کرکے بھجوائیں گے

۲۔ اصلاح و ارشاد کا عملی اظہار ہونا چاہیئے۔ اپنے عزیزوں، دوستوں اور احباب تک قیمتی خزانہ پہنچانا سب کا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ زیر مطالعہ رہیں۔ احباب ایک دوسرے سے بوقت ملاقات کتب زیر مطالعہ کا صحابہ کرام کے عمل کے مطابق ایک دوسرے سے ذکر کریں تا یاددہانی بھی رہے۔

۳۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی فرمودہ تحریکات بابت دعا، روزہ و مالی ایثار کی طرف توجہ مبذول کرائی۔

۴۔ صف دوم و سائیکل سواری و رابطہ کے متعلق بھی راولپنڈی کی جماعتیں پیچھے رہیں۔ کوشش کرکے بہتر نتائج کی طرف توجہ ہونی چاہیئے۔

۵۔ تربیت اولاد پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ انصار اللہ اپنے عمل سے اس سے بہتر نتائج پیدا کرسکتے ہیں۔ خاص کر حالات میں کہ شخصی آزادی و کثرتِ مال کے مواقع بکثرت ہیں۔ تلاش معاش میں نوجوانوں کا اکثر طبقہ بیرون ملک جارہا ہے۔

۶۔ تعمیرِ مال کے سلسلہ میں زعماء کرام نے مرکزی بجٹ کی تکمیل کے یہ منی کے وسط سے اس طرف توجہ کا وعدہ کیا۔

۷۔ ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری کے سلسلہ میں کم از کم سو خریدار بذمہ راولپنڈی تجویز فرمائے۔ مساعی بفضلہٖ تعالیٰ بارآور ہوئیں۔

جماعت چونترہ، چنگا بنگیال و پنڈ بیگوال کے نمائندگان ان اجلاس میں حاضر نہ تھے۔ ان کو نزدیک کی جماعتوں کے ذریعہ مندرجہ بالا کو الف پہنچانے کا بندوبست کیا گیا۔

احباب بیرون از راولپنڈی شہر و صدر کے قیام و طعام کا بندوبست تھا۔ اسلام آباد کے احباب بھی شامل رہے۔ ماہنامہ انصار اللہ کے متعلق محترم مولانا شیخ صاحب نے بہت موزوں طریق پر اعلان فرمایا۔ ۴۵ رسالوں کے لئے احباب نے فوراً نام لکھوا دیئے۔ ۴۰ کا سالانہ چندہ اسی وقت وصول ہو گیا۔ ایک نوجوان شیخ اعجاز مسعود صاحب ابن شیخ محمد اقبال صاحب کوئٹہ والے کا نام قابل ذکر ہے۔ انہوں نے فوراً مبلغ ۲۰۰ روپے ۴۰ رسالوں کے لئے ادا کر دیئے۔ یہ دوست مجلس انصار اللہ کے لحاظ عمر ابھی ممبر نہیں۔ ان کے لئے خاص دعا کی استدعا ہے۔ کوشش جاری ہے کہ تعداد سو سے تجاوز کر جائے۔ یہ ۸۵ خریداری صرف ۱۵ احباب نے پیش کی۔

اس تربیتی اجتماع کے لئے ۱۲ مجالس کو کل ۱۸ خطوط لکھے گئے۔ کم از کم تین بار یا دو بار ہاتھ کے خطوط لکھے اور بعض کو صدر صاحبان کے ذریعہ اطلاع کرائی گئی۔ مرکز سے بھی دو تاریں اور متعدد خطوط موصول ہوئے۔ جملہ زعمائے کرام و عہدہ داران نے وعدہ کیا کہ مجلس کے کام میں مکمل دلچسپی لے کر اپنی کارکردگی کو بہتر بنایا جاوے جولائی میں ہمارے کام کا محاسبہ ہو اس کے لئے ایک تربیتی اجتماع ضلع میں منعقد کیا جاوے۔ جس میں سلائیڈز دکھلانے کا پروگرام بھی ہو۔ تاکہ غیر از جماعت احباب بھی مستفید ہو سکیں۔

اجتماع کے پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑی کیونکہ علماء کا وفد مرکز سے نماز جمعہ سے پہلے پہنچنا تھا۔ ہمیں دو دن کے جلسہ کا ارشاد ہوا تھا۔ اجازت نامہ میں جمعرات بعد دوپہر اور جمعہ کے دو اجلاس کی درخواست تھی۔ عاملہ نے مناسب نہ سمجھا کہ مرکز کی ہدایت کے خلاف کسی تبدیلی کے متعلق غور کیا جائے۔ حاضری پہلے دن یعنی جمعہ کی نماز سے قبل کم تھی۔ چند اطفال وقت مقررہ سے پہلے حاضر تھے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی گئی اور ان کو انعام بذریعہ محترم مولانا شیخ صاحب امیر وفد دیئے گئے۔ دیگر اطفال پر اس کا اچھا اثر ہوا۔ اس جلسہ کے اختتام کے قریب حاضری

۸۰ تا ۱۰۰ روپے۔

جمعہ کی نماز کے بعد جس میں مرکز سے آمدہ علماء کے لیکچرز تھے۔ حاضری خاطر خواہ رہی۔ یعنی ۲۵۰ یا کچھ زیادہ سب سے بڑا وفد جماعت احمدیہ واہ کا تھا۔ ان کے قیام کا انتظام بھی مسجد میں کیا۔ ان کے صدر ملک محمد سعید صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ وفد سولہ افراد پر مشتمل تھا۔ احباب اسلام آباد بھی شامل رہے۔ چونترہ چنگا بنگیال و بیگوال کی نمائندگی نہ ہو سکی۔

ہمارا اجتماع ہفتہ قرآن کریم کے اختتام کے فوراً بعد منعقد ہوا اس کی مناسبت سے تین لیکچر یعنی

اعجاز القرآن۔ تاثیرات قرآن کریم و قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بعد میں شامل کئے گئے۔ اس اجتماع میں ٹھوس موضوعات پر پُر از معلومات لیکچر ہوئے۔ اور ہر ایک نے اپنے ذوق کے مطابق استفادہ کیا۔ اب دوران سال ان موضوعات کے دیگر پہلوؤں پر بھی لیکچر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکچرز کرجیب حضرت میاں اللہ بخش صاحب نے بہت دلچسپ اور مؤثر انداز میں دیا۔ مربی سلسلہ مولانا محمد شفیع صاحب اشرف نے ہمیں کم وقت میں پوری دلچسپی سے تعاون کیا اور تربیت اولاد پر مؤثر لیکچر دیا۔ اور اس کے علاوہ آخری اجلاس میں قرآن کریم خداوند تعالیٰ کا کلام ہے کے موضوع پر لیکچر دیا۔

سید سرفراز علی صاحب شاہ جہان پوری نے یکم مئی کو وفد کی پشاور سے واپسی پر واہ کینٹ میں قریباً دو گھنٹہ کا پروگرام بشمول سلائیڈز کا بندوبست کیا۔ جس میں کئی غیر از جماعت احباب بھی مدعو تھے۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب صدر نے سلسلہ کے اعتقادات و مساعی پر مبسوط لیکچر دیا۔ اس کے بعد چوہدری شبیر احمد صاحب نے بذریعہ سلائیڈز جماعت کی مساعی بیرون ملک ٹھوس انداز میں پیش کیں۔ الحمد للہ کہ یہ جلسہ کامیاب رہا۔

الحمد للہ کہ ہم اجتماع منعقد کر سکے۔ پشاور کے اجتماع میں خاکسار اور امیر جماعت محترم شیخ عبد الوحید صاحب محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی اجازت سے انصار اللہ مرکزیہ کی گاڑی پر جا کر شامل ہوئے اور ان کے انتظام کا جائزہ لے سکے۔ احباب پشاور نے ہماری شمولیت پر اظہار مسرت بھی فرمایا جن کے ہم ممنون ہیں۔ اور واپسی پر دو گھنٹے کے لئے واہ میں شمولیت بھی ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو دور فرما کر احسن طریقہ سے کام کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین

سید ضیاء الحسن ناظم ضلع راولپنڈی

"ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے اور وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ اور وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے۔ وہ اس کو ملے گا۔" (کشتی نوح)

۱۹۷۸ء کا بجٹ سو فیصد ادا کرنے والی مجالس انصار اللہ

(قسط نمبر ۲)

ضلع فیصل آباد۔ چک ۹۸ گ ب، ل ۲۷۵ ر ب ستیاں

۲۶۹ ر ب چوہڑی، سمندری

ضلع سیالکوٹ۔ گھٹیالیاں خورد شرقی، قوطہ فتح گڑھ

نارووال

ضلع نواب شاہ:۔ قمر آباد۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر

دریا خان مری۔ دوڑ، رحمان آباد۔ گوٹھ عطا محمد۔

ضلع خیرپور میرس:۔ گوٹھ غلام محمد شہابی،

گوٹھ فتح دین۔

ضلع گوجرانوالہ:۔ گکھڑ منڈی

ضلع تھرپارکر:۔ ڈگری

ضلع سکھر:۔ پنو عاقل

ضلع بہاولپور:۔ اوچ شریف

بلوچستان:۔ سبی

ضلع ڈیرہ غازی خان:۔ کوٹ قیصرانی

ضلع گجرات:۔ کالرہ کلاں

ضلع لاڑکانہ:۔ انور آباد، کھنڈو

ضلع لاہور:۔ دارالذکر لاہور

ضلع جیکب آباد:۔ گدو بیراج

ضلع ساہیوال:۔ میرک

ضلع جہلم:۔ ڈنڈوت۔ آر۔ ایس

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجالس انصار اللہ اور سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انصار اللہ کے مرکزی سالانہ اجتماع کے انعقاد کے دن قریب آ رہے ہیں۔ خدا کرے آنے والا اجتماع پہلے سے زیادہ برکتیں اپنے ساتھ لائے۔ سالانہ اجتماع کے انتظامات اور مہمانوں کی خدمت کے لئے کافی اخراجات اٹھتے ہیں۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے مرکزی بجٹ میں اس مقصد کے لئے تیس ہزار روپے کی رقم منظور شدہ ہے۔ یہ تمام رقم سالانہ اجتماع سے پہلے مرکز میں پہنچ جانی ضروری ہے۔ تا بروقت انتظامات ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں زعماء کرام سے التماس ہے کہ چندہ سالانہ اجتماع کی طرف جلد توجہ فرما کر ممنون فرمادیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے اصحاب

(قسط نمبر ۱۹)

مبلغ ۲۰۰ روپیہ یا اس سے زائد رقم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کرنے والے مخلص حضرات کی قسط نمبر ۱۹ درج ذیل ہے۔ گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر نصب ہونے والی سنگ مرمر کی یادگار تختیوں پر ایسے تمام حضرات کے اسماء گرامی کندہ کروائے جا رہے ہیں۔ جو احباب اپنے یا اپنے والدین یا فوت شدہ عزیز و اقارب کے نام ان یادگار تختیوں پر محفوظ کروانا چاہتے ہوں ان کے لئے موقعہ ہے کہ مبلغ ۲۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم ادا کر کے اس کار خیر میں شامل ہوں اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار چھوڑ جائیں۔

نمبر شمار	اسماء	رقم
۱	ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب قاضی احمد ضلع نواب شاہ	۳۰۰ — ..
۲	چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ عطا محمد ضلع نواب شاہ	۳۶۵ — ..
۳	والدہ علی احمد صاحب مرحوم منجانب محمد خرم صاحب گلبرگ لاہور	۲۱۰ — ..
۴	چوہدری مولا بخش صاحب و والدین منجانب بیگم وسکوادرن لیڈر فضل الٰہی صاحب	۳۰۰ — ..

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ماہانہ رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

جن مجالس نے ابھی تک ماہانہ رپورٹ کارگزاری بابت ماہ ہجرت / مئی مرکز کو نہ بھجوائی ہو ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنی ماہانہ رپورٹ مرکز کو بھجوا دیں۔ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گزشتہ ماہ کی رپورٹ کا مرکز میں پہنچنا ضروری ہے۔　(سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام :

ہمارا عقیدہ

’’جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ، ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو ، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں ۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں ، اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق ، اور حشر اجساد حق ، اور روز حساب حق ، اور جنت حق اور جہنم حق ہے ۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے ، وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں ۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوۃ اور زکوۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں ۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا ، اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ۔ ان سب کا ماننا فرض ہے ۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے ۔ ‘‘

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا